قربانی کیا ہے

امت مسلمہ کے لئے دس ذی الحجہ ''عیدالاضحیٰ'' کا دن ایک عظیم دینی اسلامی اور مذہبی تہوار ہے جس میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں اشارہ پاکر اپنے پیارے نور نظر' لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری رکھی اور کامل اتقیاء اور تسلیم ورضا کا وہ عدیم النظیر ثبوت پیش کیا کہ تاریخ انسانی اس طرح کا ثبوت اور مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے قربانی کے اس کڑے امتحان میں سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کامیابی و کامرانی سے بہرہ ور فرمایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سلامت رکھا اور آپ کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرماکر حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ اور حضرت اسماعیلؑ کو ذبیح اللہ کے لقب سے نوازا۔ اس عظیم امتحان اور آزمائش کے بارے میں اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک عظیم امتحان اور آزمائش کے اس پیارے جانفزا اور وجد انگیز عمل کی پوری امت مسلمہ کیلئے نمونہ اور آئیڈیل قرار دیا۔ جس بجز وادی میں یہ عظیم معرکۃ الآراء واقعہ رونما ہوا۔ اس پورے عالم اسلام کا عظیم الشان سالانہ اجتماع رکھا ہر اسلامی گاؤں' قریہ' قصبہ' شہر اور بستیوں میں تقریبات نماز و قربانی کی فکر انگیز عبادت کو باقی رکھا۔ چنانچہ ہم عید قربانی کا اسلامی دینی تہوار ہر سال اسی خوشی میں مناتے ہیں۔

انبیائے کرام کے زمانے میں بھی قربانی کا رواج رہا ہے۔ اس وقت قربانی کے قبول ہونے کی یہ پہچان تھی کہ آگ آسمان سے نازل ہوتی اور اس قربانی کو کھا جاتی' قربانی مدت معینہ و عرصہ دراز تک انبیاء کرام کی سچائیوں' صداقتوں اور عظمتوں کی دلیل رہی ہے۔

قربانی کی ابتداء و آغاز تاریخ کے آئینے میں

کسی حلال جانور کو اللہ وحدہ کی رضا' خوشنودی کے حصول کے لئے ذبح کرنا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں شروع ہو گیا تھا۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں نے قربانی پیش کی تھی۔ گویا کہ قربانی ان کی آزمائش اور امتحان تھا۔ چنانچہ اس کی مکمل توضیح سورہ مائدہ پارہ ٦ میں موجود ہے۔

انبیائے کرام کے زمانے میں بھی قربانی کا رواج رہا ہے۔ اس وقت قربانی کے قبول ہونے کی یہ پہچان تھی کہ آگ آسمان سے نازل ہوتی اور اس قربانی کو کھا جاتی' قربانی مدت معینہ و عرصہ دراز تک انبیاء کرام کی سچائیوں' صداقتوں اور عظمتوں کی تین دلیل رہی ہے۔

قرآن پاک سورہ آل عمران پارہ ٣ آیت ٨٣ میں اہل کتاب کے بارے میں یہ الفاظ پیش کر رہا ہے:

ترجمہ :- وہ ایسے لوگ ہیں کہتے ہیں کہ رب العزت نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لائیں جب تک ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے'' کہ اس کو آگ کھا جائے' تو آپ ﷺ فرمادیجئے کہ بالیقین مجھ سے پہلے پیغمبر بہت سے دلائل وہ انہیں لے کر آئے تھے اور یہ معجزہ بھی جس کے بارے میں تم

کہہ رہے ہو' سو تم نے کیوں قتل کیا تھا اگر وہ سچے تھے۔

اس آیت کے آخری پیرا میں بیان کیا گیا ہے کہ قربانی انبیاء کرام رسل عظام کی صداقت کی دلیل ٹھہرائی گئی ہے۔ چنانچہ تورات میں مرقوم ہے کہ حضرت ابراہیم اپنی مبارک زندگی میں بار بار قربانی کرتے تھے۔ تب خداوند نے انہیں دکھلائی دے کر کہا کہ میں یہی ملک تیری نسل کو عطا کروں گا اور اس نے وہاں خدائے ذوالجلال کیلئے' جو اس پر ظاہر ہوا ایک بذبحہ بنایا۔ (حوالہ پیدائش ۱۲)

قوم یہود میں بھی قربانی کا تصور موجود تھا' چنانچہ قوم یہود اپنے اہل و عیال کی خیر و عافیت' سلامتی' خوشحالی' بلندی درجات کے لئے قربانی دیا کرتی تھی۔ (حوالہ خروج ۲/ ۲۳۷)

اسی طرح تواریخ میں بھی یہ حقیقت مذکور ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بارگاہ ایزدی میں دعا کر چکے تو یکایک آسمان سے آگ اتری اور ذبیحہ کو کھا گئی اور وہ گھر خدائے لم یزل کے جلال سے لبریز ہو گیا۔ (حوالہ تواریخ ۷۔۱)

ان دلائل سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ قربانی ہر دین سماوی کی انتہائی اہم ترین عبادت رہی ہے۔ شریعت محمدیہ سے قبل دوسری شریعتوں کو جاننے والے اس پر عمل پیرا رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی امتحانات' ابتلاء اور آزمائشوں میں گزری۔ کبھی اپنی قوم کو دعوت حق' دعوت توحید سے روشناس کرا رہے ہیں اور اس کے عوض قوم کی طرف سے آندھیوں کی طرح آنے والے مصائب' مشکلات' رنج والم کو انتہائی خندہ پیشانی سے برداشت کر رہے ہیں اور کبھی ایوان کفر میں غلغلہ توحید بلند کرنے کی پاداش میں آتش نمرود میں ڈالے جا رہے ہیں اور کبھی رب ذوالجلال کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ہجرت فرما رہے ہیں اور کبھی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو بے آب وگیاہ' لق ودق گرم صحرا میں رب العالمین کی رضا کے لئے چھوڑ رہے ہیں۔ متواتر آزمائشوں پر آزمائش آ رہی ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ اسلالم کے پائے استقبال وپائے ثبات میں ہرگز کوئی لغزش' کوئی کمی واقع نہیں ہونے پائی۔ آخر کار عزیز بیٹے کی قربانی کا مرحلہ آتا ہے اور فرزند بھی وہ جو بعد ادعیہ' التجاؤں کے بعد ملا ہے' اور ابھی چلنے پھرنے کے قابل ہوا ہے۔ عین اس وقت صرف خواب میں اشارہ پا کر فی الفور بارگاہ ایزدی میں اسے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت' رفعت' ایمان و ایقان' اطاعت و اتباع و رضاکارانہ اندازہ صرف اسی ایک واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اپنے ہی لخت جگر' نور نظر کو بارگاہ رب العزت میں قربان کرنے کے لئے بے تاب ہیں اور یہ تیاری جزع و فزع' پریشانی یا اضطراب کی کیفیت میں بالکل نہیں ہے۔ بالکل کامل انقیاد و مکمل ایمان کے جذبات عالیہ سے معمور ہے۔ چنانچہ قرآن پاک حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو کو بہترین انداز میں بیان کر رہا ہے:

"اے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ سعادت مند بیٹا بھی اخلاص اطاعت و اتباع اور یقین محکم جیسی اعلیٰ و ارفع خوبیوں سے متصف ہے۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ جواب دیتے ہیں کہ اے میرے محترم باپ تعمیل حکم الٰہی میں ذرہ برابر تاخیر نہ کیجئے گا' انشاء اللہ العزیز آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی بخوبی جانتے تھے کہ یہ معاملہ خواب کا ہے اور خواب بھی پیغمبر کا جسے وحی خدا کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں تعمیل ارشاد باری کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ مشفق والد نے اپنے نور نظر کو پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا۔ اس موقع پر حضرت اسماعیلؑ نے اپنے جسد خاکی کو ذرہ برابر بھی جنبش نہیں ہونے دی۔ ارشاد خداوندی کی تعمیل میں اب فیصلہ کن مراحل میں داخل ہو رہی ہے۔ عین اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے محترم باپ سے یوں عرض کرتے ہیں کہ ابا جان' مجھے رسی سے باندھ دیجئے گا' تاکہ خون کے چھینٹے نہ پڑنے پائیں اور اے میرے والد محترم! میرے گلے پر چھری چلانے میں تیزی کیجئے گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محبت پدری رب ذوالجلال کے ارشاد عالی کی تعمیل میں حائل نہ ہو جائے۔ یہ ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مقام' عظمت اور شان۔

اتحاد ملی' ایثار و قربانی' اسلامی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل کرنیکی وجوہ ہی سے ہم سرخرو کامیاب وکامراں ہو سکتے ہیں' انہی نکات پر عمل پیرا ہونے سے ہم خوشحال' بلندی درجات اور ارتقاء کی حسین منزل پا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین